ڈاکٹر محمد رشاد رفیق سالم

ترجمہ و تلخیص: مولانا عبدالحق چوہان مدظلہ

کیا اہلِ سُنّت اور روافض کے درمیان اتحاد ممکن ہے؟

تعارف

اسلام کے خلاف مصروفِ عمل تحریکیں اتحادِ مقصد کے باوجود طریق کار کے اعتبار سے مختلف ہیں ان تحریکات میں سے ابن سبا یہودی کی تحریک نتائج کے اعتبار سے اپنی سازشی گیرائی اور گہرائی میں انفرادی حیثیت کی حامل ہے کیونکہ اس کی بنیاد ہی نفاق پر ہے "تقیہ" اور "کتمان" اس مذہب کے بنیادی ارکان ہیں۔ اس تحریک کی بنیاد خلافت عثمانی کے دور میں قائم کی گئی اس وقت چونکہ امت کی وحدت اور اس کی مرکزیت کا نشان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ اس لئے اس تحریک کے کارپردازوں نے امت مسلمہ کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات اور ان کے عمال کی سیاست کو ہدف تنقید بنایا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہوں نے اپنے ذاتی تحفظ اور تحریک کی آبیاری کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے میں سبقت کی۔ ان کا یہ عمل ایک گہری سازش کی بنا پر تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات اس تحریک کے گرد و غبار سے بھی پاک تھی، اور پھر ان کی زیر زمین سازش سے ملت اسلامیہ خانہ جنگی کی مصیبت میں الجھ گئی۔ حادثۂ جمل اور واقعۂ صفین اسی سازش کے نتائج ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثۂ فاجعہ بھی انہی سبائیوں کی مسخ شدہ صورت خوارج کے ہاتھوں سے پیش آیا۔ جب مصلحِ امت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے امت کو اس انتشار سے محفوظ کرنے کے لئے اپنے تدبّر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا تو انہی اوباش لوگوں نے آپ کے شکم مبارک میں خنجر مارا اور آپ کا اثاث البیت بھی لوٹ لیا۔ پھر میدان کربلا میں جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا کی شہادت بھی ابن سبا کی ذریت کی سازش کا نتیجہ ہے اگر تعمق نظر سے تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیا جائے تو بدیہی طور پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ملت اسلامیہ پر جو بھی دل گداز حوادث وقوع پذیر ہوئے ہیں عمومی طور پر ان کے پس پردہ اسی ابن سبا کی تحریک کا ہاتھ محسوس ہوتا ہے۔

فلینظر کل عاقل فیما یحدث فی زمانه و ما یقرب من

ہر دانشمند انسان جب اپنے زمانہ یا اپنے قریب زمانہ کے اسلام میں پیدا کردہ

زمانہ من الفتن والشرور والفساد فی الاسلام فانہ یجد معظم ذالك من قبل الرافضة ونجدھم من اعظم الناس فتنا وشرا وانھم لا یقعدون عما یمکنھم من الفتن والشر وایقاع الف وبین الامة (منہاج السنہ ص۲۴۳ ج ۳)

فتنے اور شر و فساد کے (علل و اسباب) کا مطالعہ کرے گا تو اس کو یہ حقیقت بداہتہً معلوم ہو جائے گی کہ یہ تمام فتنے روافض کی طرف سے پیدا کردہ ہیں - اور تم ان روافض کو سب سے زیادہ فتنہ پرداز پاؤ گے اور یہ روافض امت کے اندر فتنہ و فساد پیدا کرنے سے نہ تو کبھی بیٹھے ہیں اور نہ ہی انہوں نے کبھی سستی کی ہے -

سقوطِ بغداد ملت اسلامیہ کے لئے نہایت ہی دردانگیز المیہ ہے کیونکہ اس حادثہ فاجعہ میں مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت کو ختم کیا گیا اور ساتھ ہی مسلمانوں کے علمی سرمایہ کو دریائے دجلہ کے حوالہ کر دیا گیا مسلمانوں کی یہ تباہی بھی اسی تحریک کا نتیجہ تھی کیونکہ نصیر الدین طوسی جو کہ رافضی تھا اس نے ہی اس تباہی میں مرکزی کردار ادا کیا تھا - اسی طوسی کے تلامذہ میں سے جمال الدین ابو منصور الحسن بن یوسف بن علی بن المطہر المتوفی ۷۲۶ھ ایک خصوصی اہمیت کا حامل ہے - روافض کے ہاں یہ "علامہ" کے لقب سے مشہور ہے اس نے اپنے مذہب کی تائید و اثبات کے لئے ایک کتاب تالیف کی جو کہ " منھاج الکرامہ" کے نام سے مشہور ہے اس کتاب کے جواب میں سیف السنۃ المسلول علامہ ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ المتوفی ۷۲۸ھ نے "منہاج السنۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریہ" کے نام سے ایک گرانمایہ کتاب تصنیف کی اس کتاب پر ڈاکٹر محمد رشاد رفیق سالم کا مقدمہ ہے جو کہ انہوں نے ۱۰ محرم ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء کو مصر جدید میں اس کتاب کی اشاعت کے وقت تحریر کیا -

اسی مقدمہ کے ضمن میں انہوں نے روافض کے بنیادی عقائد تحریر کر کے یہ بات واضح طور پر بیان کی ہے کہ اہل سنت اور روافض کے اختلاف کی نوعیت اصولی اور بنیادی ہے اس لئے ان کے درمیان اتحاد ناممکن ہے ہم نے ڈاکٹر صاحب کے اس گراں قدر بحث کو افادۂ عام کے لئے اردو میں ترجمہ کیا ہے تاکہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ اس اختلاف کی نوعیت بنیادی اور اصولی ہے فروعی نہیں - اگرچہ مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ کی تصنیف " ایرانی انقلاب" کی اشاعت کے بعد یہ بات واضح ہو چکی ہے - لیکن پھر بھی ادائے فرض کی نیت سے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے - کیونکہ ہمارے ملک میں جب بھی سیاسی فضا میں تموج کے آثار پیدا ہوتے ہیں تو بعض علماء

کرام جن کے اذہان لادین سیاست کی وجہ سے زنگ آلود ہو کر مفلوج ہو چکے ہیں اہل سنت اور روافض کے اتحاد کا نعرہ لگاتے ہیں اور انہی علماء کے سٹیج سے یہ ڈرامہ بھی نشر ہو چکا ہے کہ اہل سنت کے ایک جید عالم نے ایک بدنام رافضی لیڈر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہاتھ بلند کیا اور ساتھ ہی یہ نعرہ لگایا کہ شیعہ سنی بھائی بھائی اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ اہل سنت اور اہل تشیع ملت اسلامیہ کے سر کی دو آنکھیں ہیں!

واللہ ولی التوفیق وھو حسبی ونعم الوکیل

★★★

ڈاکٹر محمد رشاد رفیق سالم کے مقدمے کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

بے شک مسلمانوں کا اتحاد اور ان کی اجتماعی قوت یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کے حصول کے لئے ہر باغیرت و حمیت مخلص مسلمان قلب کی گہرائیوں سے کوشش کرتا ہے لیکن یہ بات ضروری ہے کہ اس اتحاد کی مدار و بنیاد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حق پر ہو باطل پر نہ ہو جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۝	اور اللہ کی رسی سب مل کر مضبوط تھامے رہو اور باہم نا اتفاقی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد کتاب اللہ ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:۔

انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابداً کتاب اللہ وسنۃ نبیہ	تمہارے لئے ایک ایسی دلیل چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح ارشاد کی موجودگی کے باوجود بھی مسلمانوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بچنے اور ان کی مخالفت کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت ہے، اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس وصیت میں فرمایا جس کو عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کرو اور (اپنے حاکموں کی) اطاعت اختیار کرو اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی حاکم بنا دیا جائے کیونکہ وہ لوگ (جو میرے بعد) زندہ رہیں گے وہ (امت میں) بہت سے اختلافات دیکھیں گے پس اپنے اوپر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت (کی اتباع) لازم کرو! اس کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑو! اپنے آپ کو دین میں نئی پیدا کردہ بدعتوں سے بچاؤ کیونکہ بلاریب ہر بدعت گمراہی ہے جس وقت ہم اہل سنت والجماعت اور روافض کے اختلافات کا تجزیہ کرتے ہیں تو بدیہی طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے ہیں اور اہل بیت کے ساتھ ہمیں محبت ہے اور یہ بات بھی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ صحابہ میں صاحب فضیلت اور خلفاء راشدین میں سے چوتھے خلیفہ ہیں اور ہم تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور تمام صحابہ کے لئے خداوند قدوس کی رضاء کی دعاء کرتے ہیں اور ان میں سے جن حضرات سے کسی لغزش کا ارتکاب ہو گیا ہے تو اس کے بھی عذر کے طالب ہیں، اور روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور باقی ائمہ کو انبیاء کرام سے بھی رفیع المرتبۃ سمجھتے ہیں اور ان کی عصمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب "عقیدۃ الشیعہ" نے ملا باقر مجلسی کی کتاب "حیات القلوب" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ملا باقر نے کہا ہے کہ فضائل آئمہ کے متعلق جو دلائل ہمیں میسر ہوئے ہیں ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "امامت" کا درجہ "نبوت" سے بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درجۂ نبوت پر فائز کرنے کے بعد فرمایا ہے "اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا"۔ یعنی یقیناً میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں اس کے بعد مجلسی نے "ابن بابویہ" الصدوق سے "المجالس" اور "اکمال الدین" میں نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم مسلمانوں کے امام اور مسلمانوں کے سرداروں پر اللہ تعالیٰ کی حجت اور "الغر المحجلین" کے قائد اور مؤمنین کے سردار ہیں اور زمین والوں کے لئے سبب حفاظت ہیں جیسا کہ آسمانوں کے لئے ستارے، ہم ہی وہ ذات ہیں جس کی وجہ سے آسمان قائم ہیں اور زمین اپنے مرکز پر مستقیم ہے، ہماری وجہ سے بارش کا نزول ہوتا ہے اور زمین سے برکتیں آتی ہیں، اگر ہم میں سے زمین پر کوئی موجود نہ ہو تو زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنس جاتی۔ تخلیق آدم کے زمانہ سے زمین "حجت اللہ" سے خالی نہیں۔ وہ "حجت اللہ" اور امام کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی چھپا ہوا۔ اور یہی سلسلہ قیام قیامت تک باقی رہے گا، اگر ائمہ میں سے کوئی امام باقی نہ ہوتا تو خداوند قدوس کی عبادت بھی نہ ہوتی۔ آئمہ کی اس کلام کے ساتھ روافض کی وہ بات ملاحظہ ہو جو انہوں نے اپنے

بارہویں امام مہدی محمد بن الحسن العسکری کے متعلق کہی ہے وہ ایک عجیب قصہ ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ولادت کے وقت وہ سجدہ کی حالت میں تھے اور شہادت کی انگلی اوپر بلند کی ہوئی تھی۔ پھر انہیں چھینک آئی اس کے بعد انہوں نے کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو کہ جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ محمد پر اور ان کی اولاد پر، ظالم لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حجت ختم ہو گئی اگر ہمیں کلام کرنے کی اجازت ہوتی تو شک زائل ہو جاتا، اور روافض کہتے ہیں مہدی نے ولادت کے بعد اپنے والد حسن عسکری کے ساتھ فصیح بلیغ عربی کلام میں گفتگو کی اور کلمۂ شہادت پڑھا اور آئمہ پر درود بھیجا۔ اس کے بعد آسمان سے پرندے نازل ہوئے اور مہدی کے سرہانے پرندوں نے اپنے پر پھڑ پھڑائے۔ امام عسکری نے ان پرندوں میں سے ایک پرندے کو بلایا اور مہدی کو اس کے سپرد کیا اور کہا اس کو لے جاؤ، اس کو دودھ پلاؤ! ہر چالیسویں یوم اس کو ہمارے پاس واپس لایا کرو۔ اس کو لے کر وہ پرندہ آسمان کی طرف اڑ گیا اس کے بعد امام عسکری نے باقی پرندوں کو بھی یہی حکم دیا۔ باقی پرندے بھی اس کے ساتھ اڑ گئے اور حسن عسکری نے کہا میں تجھے اس ذات کے حوالہ کرتا ہوں جس کے پاس حضرت موسیٰ کی والدہ نے حضرت موسیٰ کو حوالہ کیا تھا۔ مہدی کی پھوپھی بی بی حلیمہ کہتی ہے کہ میں چالیس یوم گذرنے کے بعد اپنے بھائی کے بیٹے کی زیارت کرنے کی غرض سے ان کے پاس گئی میں نے دیکھا وہ لڑکا ان کے سامنے چل پھر رہا ہے۔ میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا اور اپنے بھائی کے بیٹے کا اس حالت کے متعلق پوچھا اس نے کہا یہ بچہ امام ہے جب اس پر ایک ماہ گذرتا ہے تو یہ اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ جیسے عام بچے سال گذرنے پر، اور یہ بچہ ماں کے پیٹ میں بھی گفتگو اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا اور پیٹ میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، اور صبح و شام اس کو تعلیم دینے کے لئے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اور روافض کے عقیدہ کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرنے کا یہ ثواب ہے کہ امام جعفر صادقؒ سے اس کے متعلق روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جس نے حضرت امیر المؤمنین کی قبر کی زیارت اس حال میں کی کہ ان کے حق کا اعتراف کرتا ہے اور اس کے دل میں کسی قسم کا تکبر اور غرور بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے سو شہید کا ثواب لکھیں گے اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ایک شخص امام جعفر صادقؒ کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ میں نے اب تک امیر المؤمنین کی زیارت نہیں کی اس پر آپ نے فرمایا تو نے بہت ہی برا کام کیا ہے اگر تو ہماری جماعت کا آدمی نہ ہوتا تو میں تیری طرف ہرگز نہ دیکھتا۔ تو اس کی زیارت نہیں کرتا جس کی زیارت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ کرتے ہیں انبیاء اور مؤمنین بھی اس کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں، اور روافض کے مذہبی ارکان میں سے ایک رکن تقیہ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ روافض جس وقت اہل سنت کے اجتماع میں آ جائیں تو اپنے قلبی عقیدہ کے خلاف ان کی موافقت میں ظاہری اعمال سرانجام دیں تاکہ

ان سے اپنے عقیدہ کا کتمان کر سکے اور ان کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ تحقیق عقیدہ تقیہ" روافض کے لئے ایک امتیازی وصف ہے اور اسی عقیدہ کے ذریعہ وہ ہر اس تاریخی واقعہ کی تاویل و توجیہ کرتے ہیں جو کہ ان کے مذہب کے خلاف رونما ہوا ہو۔ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سکوت اور ان کی خاموشی تقیہ کی بنا پر تھی اور سیدنا حسنؓ کا سیدنا معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست برداری بھی تقیہ کی بنا پر تھی۔ کلینی نے ابوعبداللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہ دین کے نو حصہ تقیہ میں ہیں اور کہا کہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا دین بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر کام میں تقیہ کرو مگر موزوں کے مسح اور نبیذ کے بارے میں تقیہ نہیں۔ بعض روافض نے آئمہ اہل بیت کی طرف یہ بات بھی منسوب کی ہے کہ جو شخص تقیہ کر کے سنی امام کے پیچھے نماز پڑھ لے گویا اس نے کسی نبی کی اقتدا میں نماز ادا کی ہے اور درحقیقت تقیہ روافض کی زیر زمین سازش کا ایک مخفی نظام ہے اپنے مخالفین سے جنگ و جدال کے وقت اس کو یہ استعمال کرتے ہیں جس وقت ان کا کوئی امام کسی خلیفہ کے خلاف سازش کرتا ہے تو پہلے وہ اس سازش کی منصوبہ بندی کرتا ہے اور اپنے اس منصوبہ کے متعلق متبعین کو اطلاع کرتا ہے پھر وہ بظاہر اس خلیفہ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے منصوبہ کو تکمیل تک پہنچاتا ہے اور رفض کی اس خفیہ تبلیغ میں ہر مکار حیلہ ساز داعی کے لئے ایک وسیع میدان ہے کیونکہ وہ اس طریقہ سے اپنی خواہش کے مطابق عقائد وضع کر کے اس کو امام غائب کی طرف منسوب کر سکتا ہے اور اسی نسبت کے باعث کئی جاہل اس کے دام تزویر میں پھنس کر ان وضعی عقائد کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ محض کذب و افتراء ہوتا ہے۔

روافض کے عقائد میں سے ایک عقیدہ "رجعت" ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت امام غائب ظاہر ہوگا اسی وقت مخلص مؤمن اور کافر منافق دنیا میں واپس آ جائیں گے اس عقیدہ سے ان کا مقصد یہ ہے جیسا کہ مجلسی نے بیان کیا ہے کہ مہدی اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا جنہوں نے کلمۂ حق اور اہل بیت کے ظہور کے وقت ان پر انکار کیا تھا مثلاً سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ شہید ہونے والے ساتھی واپس آئیں گے۔ اور اسی طرح یزید بن معاویہؓ اور اس کے مددگار بھی آئیں گے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ان سے اپنا انتقام لیں گے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ واپس آئیں گے سیدنا موسیٰؑ کی لاٹھی اور سیدنا سلیمانؑ کی انگشتری ان کے پاس ہوگی۔ کوفہ کے قریب اپنے ساتھیوں سے ان کی ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شیطان اور اس کی اتباع کرنے والوں سے قتال کرنے کے لئے جائیں گے۔ یہ اسی جنگ میں مصروف ہوں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ کے ساتھ تشریف لائیں گے، آپ شیطان کو قتل کریں گے اور اس کے لشکر کو ختم کر دیں گے۔ شریف مرتضیٰ کہتا ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ مہدی کے زمانہ میں سولی پر لٹکائے جائیں گے۔ روافض کے نزدیک اکثر صحابہؓ پر سب و شتم کرنا جائز ہے

بلکہ وہ تو صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے کو حصول تقرب الی اللہ کے لئے عبادت سمجھتے ہیں، اور روافض کی صریح عبارات سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کے نزدیک جلیل القدر صحابہ کی تکفیر ضروری ہے جیسے حضر سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ البتہ یہ بات ان کے نزدیک اختلافی ہے کہ سب وشتم شیخین صراحۃً کی جائے یا اشارۃً و تلمیحاً محمد مہدی کاظمی قزوینی نے اپنی کتاب" منہاج الشریعہ فی رد علی ابن تیمیہ" جو کہ اس نے" منہاج السنۃ" کے جواب میں تالیف کی ہے اس میں اس نے صراحۃً یہ بات تحریر کی ہے کہ" سب شیخین" بالکل ہی جائز ہے کیونکہ جو شخص" سب شیخین" کرتا ہے اس کو معذور سمجھا جائے گا کیونکہ یہ دونوں آل رسول پر جبراً حاکم بن گئے تھے اور ان دونوں سے ایسے امور صادر ہوئے جو کہ شریعت کے بالکل ہی خلاف تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی تھی۔ جو شخص ان کے بُرا کہنے والے کو فاسق سمجھتا ہے تو اس نے بہت ہی بڑے کام کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ ایک روایت میں ہے جو فیصلہ کرنے والا کسی ظلم کا فیصلہ کرتا ہے اور اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں ظلم کا فیصلہ کر رہا ہوں تو وہ جہنمی ہے بلکہ اس قزوینی نے تصریح کی ہے کہ حادثہ جمل اور واقعہ صفین میں جن لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ کافر تھے کیونکہ انہوں نے امام وقت کے ساتھ جنگ کی تھی۔ استاذ احمد امین نے ذکر کیا ہے کہ روافض امام جعفر صادقؒ سے روایت کرتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے نہ کلام کریں گے اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کریں گے بلکہ ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہے کہ جو امامت کا دعویٰ کرے حالانکہ وہ مستحق امامت نہیں۔ دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصوص امام کا انکار کرے۔ تیسرا وہ شخص جو یہ کہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ مسلمان تھے (معاذ اللہ) استاذ احمد امین نے یہ بھی کہا ہے کہ روافض عموماً سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ وغیرہم رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہیں اور اس کام میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ لعنت کا یہ وظیفہ ان کے نزدیک قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے اور روافض کے ہاں کچھ ایسی دعائیں بھی ہیں جن میں ان حضرات پر لعنت کی جاتی ہے (العیاذ باللہ) اور مرتضیٰ اشریف قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی بأس شدید تقاتلونهم او یسلمون فان تطیعوا یؤتکم الله اجرًا حسنا وان تتولوا	آپ ان پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دیجئے کہ عنقریب تم ایسے لوگوں کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔ سو اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نیک

كما تولّيتم من قبل يعذبكم عذابًا اليمًا۔

عوض دے گا۔ اور اگر روگردانی کرو گے جیسا کہ اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو وہ عذاب دردناک کی سزا دے گا۔

جو تفسیر ہمارے نزدیک مسلّم ہے وہ یہ ہے کہ ان مخلفین یعنی پیچھے رہ جانے والوں کے لئے داعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص ہے اور یہ بات بھی بعید نہیں کہ اس سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ کیونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی اصحاب جمل، اہل صفین اور نہروان والوں سے قتال کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت بھی حاصل تھی کہ وہ ان سے قتال کریں گے۔ اور یہ لوگ "اولی بأس" یعنی سخت لڑنے والے بھی تھے۔ اور اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اس آیت کا محمل اہل جمل اور صفین والے نہیں ہو سکتے کیونکہ اس آیت میں" تقاتلونهم او يسلمون" کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ داعی جن لوگوں سے قتال کرے گا وہ مسلمان نہیں ہوں گے اور اہل جمل اور صفین مسلمان تھے اس کا جواب یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک یہ لوگ مسلمان نہیں تھے کیونکہ معتزلہ کے مذہب کے مطابق گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا نہ مومن ہے اور نہ ہی مسلمان کیونکہ ان کے نزدیک اسلام اور ایمان ایک ہی حقیقت کے دو عنوان ہیں۔ اور اس معاملہ میں ہمارا مذہب یعنی اہل رفض کا مذہب تو بالکل ہی واضح ہے کیونکہ ہمارے نزدیک امیرالمؤمنین کے ساتھ لڑائی کرنے والے مسلمان ہی نہیں، ابوبکرؓ اور عمرؓ، شریف مرتضیٰ کے نزدیک (معاذ اللہ) کافر ہیں۔ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے معاملہ میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کی تھی۔ اگر اہل سنت کی طرف سے یہ اعتراض کیا جائے کہ جب ابوبکرؓ اور عمرؓ کافر تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اکرام کیوں کرتے تھے حالانکہ آپ کو ان کے کفر کا علم بھی تھا۔ شریف مرتضیٰ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی تعظیم و اکرام کے متعلق جو روایات منقول ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ اور اگر بالفرض یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ یہ روایات صحیح ہیں تو ان سے یہ بات پھر بھی لازم نہیں آتی کہ جس شخص کی تعظیم کی جائے وہ امامت کا مستحق ہو۔ اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں کہ جو ممدوح ہو وہ مستحق امامت ہو اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ بات مسلّم ہے کہ ہر ممدوح مستحق امامت نہیں لیکن ان حضرات کی مدح ثابت ہونے سے یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ حضرات کافر نہیں۔ یعنی ان روایات کے ثبوت سے ان کے کفر کی نفی ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس مدح سرائی کے ثبوت سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی کہ وہ بظاہر کافر نہیں تھے یعنی اس مدح سرائی سے ظاہری کفر کی نفی ثابت ہوتی ہے لیکن باطنی نفاق کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے باطنی کفر کا علم نہیں تھا۔ تو پھر یہ بات کیسے ثابت ہو سکتی ہے کہ یہ مدح سرائی

ان کے باطنی ایمان پر دلالت کرتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ تم یہ بات کس طرح تسلیم کرتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان کے ظاہر کی بنا پر تعظیم کرتے تھے حالانکہ آپ کو معلوم تھا کہ عنقریب یہ لوگ میرے صریح حکم کا انکار کریں گے اور یہ بات بھی تمہارے نزدیک کفر ہے اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم نہ ہو کہ عنقریب یہ لوگ میرے حکم کا انکار کریں گے کیونکہ آپ کو اس طرح کا علم بغیر وحی کے حاصل نہیں ہوتا تھا اور یہ بات ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کی اطلاع نہ دی ہو شیخین کریمین کے متعلق روافض کے اس عقیدہ کے بعد یہ بات بعید نہیں کہ ہم شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات تسلیم کرلیں کہ روافض اس یوم کو جس یوم میں ابولولو مجوسی نے جس کو رافضی بابا شجاع الدین کہتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اپنے عیدوں کے ایام میں شمار کرتے ہیں اور اسی یوم کو "یوم العید الاکبر" "یوم المفاخرۃ" اور "یوم التبجیل" کہتے ہیں پھر کس طرح اے جماعت اہل سنت ہم ان لوگوں کے ساتھ اتحاد کریں جو لوگ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور آپ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیرؓ اور ان کے علاوہ دوسرے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف کوئی نسبت کرتے ہوں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سبّ و شتم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم و لا نصیفہ۔	میرے صحابہ کو برا نہ کہو پس اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کی مقدار کا سونا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خیرات کرے تو میرے صحابہ کے اس صدقہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا جو کہ مُد کی مقدار میں ہو یا کہ اس کا نصف ہو۔

پھر کس طرح ان لوگوں کے ساتھ اتحاد ہوسکتا ہے جو اپنے مذہب میں اور آئمہ کے متعلق اس طرح غالی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کی تحریف کرتے ہوں اور شریعت میں ایسے امور پیدا کریں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

آپ کے عطیات: محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک: اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی، ملتان